بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلاَمُ عَلَی خَاتَمِ الأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَی آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِیْنَ، أَمَّا بَعْدُ:

57: العقیدۃ الطحاویۃ- کبیرہ گناہ کرنے والے مسلمان کا حکم، مکفرات الذنوب (گناہوں کو مٹانے کے اسباب)

العقیدۃ الطحاویۃ کی شرح کا درس جاری ہے، امام ابو جعفر الطحاوی الأزدی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی پیاری تصنیف العقیدۃ الطحاویۃ میں فرماتے ہیں: ”وَنَرْجُو لِلْمُحْسِنِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ، وَيُدْخِلَهُمُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهِ، وَلَا نَأْمَنُ عَلَيْهِمْ، وَلَا نَشْهَدُ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ، وَنَسْتَغْفِرُ لِمُسِيئِهِمْ، وَنَخَافُ عَلَيْهِمْ، وَلَا نُقَنِّطُهُمْ“: ہم محسنین کے لیے نیکوکاروں کے لیے امید کرتے ہیں جو مومنین میں سے ہیں۔ کیا امید کرتے ہیں؟ کہ اللہ تعالیٰ اُن کو معاف فرمادے اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل کر دے، البتہ اس کا یقین نہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے، ہم امید رکھتے ہیں یقیناً نہیں کہہ سکتے)، اور نہ جنت کی ہم گواہی دیتے ہیں، اُن کے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں اور اُن کے بارے میں عذاب کا خوف رکھتے ہیں، اور مغفرت سے اُن کو نااُمید نہیں کرتے (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے، مغفرت سے اُن کو نااُمید نہیں کرتے)۔

ان جملوں کا تعلق پچھلے درس سے ہے "کہ کبیرہ گناہ کرنے والے مسلمان کا کیا حکم ہے" ابھی تک یہی بات ہو رہی ہے، یہاں پر امام صاحب ایک دوسری بات (جس کا تعلق اسی بات سے ہے) فرمارہے ہیں: کہ جو مومن ہے اچھا عمل کرنے والا ہے اور اس کا اچھا عمل احسان کے درجے تک پہنچ چکا ہے، بہترین عمل کرنے والا مسلمان گناہ ہو گیا ہے تو ہمارے نزدیک وہ شخص کیسا ہے؟ ہم امید رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ سے کہ ایسے لوگوں کے گناہوں کو معاف کر دے، وہ اپنی جنت میں اپنی رحمت سے داخل کر دے اُن کے عمل سے نہیں اُن کے احسان سے نہیں؛ ”بِرَحْمَتِهِ“ (اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے)۔

یاد رکھیں جو بھی نیک عمل ہم کرتے ہیں یا کوئی بھی مسلمان کرتا ہے واللہ! وہ جنت کا بدلہ نہیں ہے عوض نہیں ہے جنت کا، سبب ہے، ایک راستہ ہے ایک ذریعہ ہے جنت میں لے جانے کا؛ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوتی تو واللہ! کوئی بھی جنت کے لائق نہ ہوتا۔ تو امام صاحب یہی بات فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی جنت میں اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے ہی داخل ہوں گے ہم امید کرتے ہیں، لیکن یقیناً نہیں کہہ سکتے۔ یہ کیوں کہا؟ کیونکہ خوف پھر بھی ہے ہمارے دلوں میں خدشہ پھر بھی ہے! گناہ تو اُن لوگوں نے کر لیا ہے اب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے لیکن ہم امید ضرور کرتے ہیں کہ اَرحم الراحمین کی رحمت اُن کو پہنچے گی اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اُن کے گناہوں کو معاف کر دے گا۔

اچھا پھر مر گئے جنت میں دوزخ میں ہیں، کیا کہیں گے امام صاحب فرماتے ہیں: "وَلَا نَشْهَدُ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ": متعین شخص کے لیے ہم گواہی ہر گز نہیں دیتے کہ یہ شخص جنتی ہے (لیکن جس کی دلیل بیان کی گئی ہو)۔

"العشرة المبشرة بالجنة": صحابہ کرام میں سے دَس صحابہ جن کو زندگی میں جنت کی خوشخبری دے دی گئی ہیں کہ نہیں؟ اور ان کے علاوہ بھی ہیں:

(۱) سیدنا بلال اِن دَس میں سے نہیں ہیں لیکن کیا حدیث میں نہیں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے چلنے کی آہٹ کی آواز جنت میں سُنی؟ جنتی صحابی ہیں کہ نہیں؟ ہیں۔

(۲) سیدنا عکاشہ بن محصن اِن دَس میں سے نہیں ہیں، متفق علیہ حدیث میں آیا ہے کہ ستّر ہزار میں شامل ہوں گے جو جنت میں داخل ہوں گے بغیر عذاب کے بغیر حساب کے۔

اور اسی طریقے سے اور بھی ایسے صحابہ ہیں جو ان دَس میں سے نہیں ہیں لیکن نام لے کر گواہی دی ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یہ جنتی ہیں۔

تو گواہی دینے کی وجہ کیا ہے؟ اگر ہر مومن جنتی ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دَس کا ان خاص لوگوں کا کیوں نام لے کر جنت کی گواہی دی؟ اس کا کیا مطلب ہے؟ کہ ہر مومن عمومی طور پر جنت میں تو ہے لیکن کوئی شخص بذاتہ بعینہ جنت میں ہے کہ نہیں اللہ اَعلم (اس کی تفصیل آگے آئے گی)۔

تو جنت کی گواہی دنیا میں زندگی میں ہم امید رکھتے ہیں؛ مومن ہے گناہگار ہے یا گناہ ہو گیا ہے اُس سے، دنیا میں زندگی میں ہم امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس کے گناہوں کو معاف کر دے اپنی رحمت میں جنت میں داخل کر دے مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ جنت کی ہم گواہی نہیں دیں گے کہ یہ شخص جنتی ہے سو فیصد۔

ارے! دنیا میں تو کہتے ہیں کہ ہم امید رکھتے ہیں مرنے کے بعد، یہ کوئی تضاد ہے؟! نہیں، کوئی تضاد نہیں ہے یہ قرآن اور سنت کی روشنی میں بات کی جا رہی ہے، یہ عقیدہ ہے مسلمانوں کا، اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے یہ کہ مرنے کے بعد (متعین شخص کے لیے عمومی طور پر نہیں) ہر مومن جنت میں ہے۔ ٹھیک ہے کہ نہیں؟ ٹھیک ہے۔

لیکن ایکس وائی ڈیڈ (xyz) فلاں شخص جنت میں ہے؟ ہم کہتے ہیں "اللہ اَعلم"، گواہی نہیں دیتے اگرچہ وہ مومن ہے پکا مومن ہے متقی ہے پرہیزگار ہے ہمارے نزدیک۔ کیوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ"، ہمیں کیا پتہ خاتمہ کس چیز پر ہوا؟! ہم امید تو کرتے ہیں کہ خیر پر خاتمہ ہو مومن ہے لیکن اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے یقیناً جنت میں ہے کہ نہیں۔

"وَنَسْتَغْفِرُ لِمُسِيئِهِمْ"(جو گناہگار ہیں اُن کے لیے ہم مغفرت کی دعا کرتے ہیں)"وَنَخَافُ عَلَيْهِمْ"(لیکن ڈر بھی لاحق رہتا ہے)
"وَلَا نُقَنِّطُهُمْ"(اور اُن کو ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید بھی نہیں کرتے)۔

محسن ہیں مُسیء ہیں: محسن: اچھا عمل کرنے والے کبیرہ گناہ نہیں کیا کیا پھر بھی جنتی ہیں؟ پھر بھی نہیں کہہ سکتے ہم، جنت کی گواہی کسی متعین شخص کے لیے نہیں دے سکتے ہم۔ تو کیا سو فیصد میں وہ پکے مومن ہیں؟ تو ہم اللہ تعالیٰ سے امید کرتے ہیں کہ وہ پکے مومن ہوں اور اللہ تعالیٰ سے امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کے گناہوں کو معاف کردے۔

آیئے دیکھتے ہیں علماء کے اقوال اس موضوع کے تعلق سے۔

شیخ عبد العزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام صاحب کی مراد اس جملے سے یہ ہے کہ سوائے اُن لوگوں کے جن کی گواہی دی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی جیسا کہ دَس صحابہ جن کی زندگی میں گواہی دی گئی جنت کی یا اُن جیسے دوسرے صحابہ جیسا کہ امام صاحب کے آخری قول میں یہ بات واضح ہوگی، یہ جان لیں کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہی ہے کہ ہم مومنوں کے لیے اور متقین کے لیے عموماً گواہی دیتے ہیں جنت کی کہ وہ جنتی ہیں، اور کافروں کے لیے مشرکین منافقین کے لیے ہم گواہی دیتے ہیں عمومی طور پر کہ وہ جہنمی ہیں جیسا کہ قرآن مجید کی آیات اور احادیث متواترہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ ﴿١٧﴾﴾(بے شک متقین جَنات اور نعیم میں ہیں)(الطور:17)؛ تو ہر متقی جنت میں ہے، آیت ثبوت ہے۔

"وقوله عزوجل"(اللہ تعالیٰ کا فرمان)﴿وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا﴾ (اللہ نے وعدہ کیا ہے مومن مرد اور مومن عورتوں کے ساتھ کہ اُن کے لیے جنتیں ہیں جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے)(التوبہ:72)۔

امام صاحب فرماتے ہیں کہ بہت ساری اور بھی آیات ہیں۔

سارے کافر جہنمی ہیں، اس کے ثبوت میں دلیل اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ﴾(اور جن لوگوں نے کفر کیا اُن کے لیے نار جہنم ہے)﴿لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا﴾(نہ اُن کو موت آئے گی کہ اُس میں مر کر ختم ہو جائیں)﴿وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُم مِّنْ عَذَابِهَا﴾(نہ اُس کے عذاب میں سے کوئی کمی ہوگی)﴿كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ﴿٣٦﴾﴾(اسی طریقے سے ہم ہر کفر کرنے والے کو جزاء دیں گے (یعنی یہی سزا دیں گے))(فاطر:36)۔

منافقین کے تعلق سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا﴾ (بے شک منافقین جو ہیں وہ جہنم کے سب سے پست اور نچلے والے حصے میں ہوں گے، اور اُن کا کوئی مددگار نہیں پاؤ گے) (النساء: 145)۔

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت ساری اور بھی آیات ہیں وباللہ التوفیق۔

العلامہ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ اس جملے کے تعلق سے فرماتے ہیں: یاد رکھیں یہ عقیدہ ہے اہل سنت والجماعت کا کہ وہ کسی کے لیے جو مر جاتا ہے مسلمانوں میں سے جنت کی گواہی نہیں دیتے اور نہ ہی جہنم کی گواہی دیتے ہیں اِلَّا یہ کہ جس کی گواہی اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی اور خبر دی، لیکن وہ محسنین کے لیے امید رکھتے ہیں اور جو اُن میں سے بُرے کام کرنے والے ہیں گناہگار ہیں اُن کے تعلق سے ڈر رکھتے ہیں (امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو معاف کر دے گا اور ڈر اس چیز کا ہے کہ اُن کی کہیں پکڑ نہ ہو)۔

علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تو اس سے آپ کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ بہت سارے لوگ جب کسی عالم یا کسی اُمیر یا کسی بادشاہ کا ذکر کرتے ہیں، یا اِن کے علاوہ کسی اور کا ذکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں: ''المغفور له''۔

(کہتے ہیں نا "مرحوم"، ہمارے نزدیک ہم مرحوم کہتے ہیں کہ فلاں مرحوم)۔

مرحوم ہو یا ''المغفور له'' ہو، ''أو ساكن الجنان'' (جنت میں سکونت اختیار کرنے والا) ''وأنكى من ذلك قولهم'' (اور اِن سے زیادہ خطرناک یہ بات ہے) ''نقل إلى الرفيق الأعلى'' (اب رفیق الاعلیٰ تک یہ شخص پہنچ گیا ہے)۔

امام صاحب فرماتے ہیں: ''ولا شك أن هذا قول على الله بلا علم'': اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں بغیر علم کے قول ہے، اور اللہ تعالیٰ کے حق میں بغیر علم کے قول شرک کے برابر ہے ''عديل الشرك''۔

یعنی کوئی عام گناہ نہیں ہے! شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے تعلق سے کوئی بھی شخص اللہ تعالیٰ کے حق میں بغیر علم کے بات کرتا ہے تو اُس کا گناہ بھی شرک جیسا ہی ہے!

اس کا ثبوت اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَأَن تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا﴾ (اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہو (کسی کو شریک ٹھہراتے ہو) جس کا تمہارے پاس کوئی سلطان کوئی ثبوت نہیں ہے) ﴿وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ (اور اللہ تعالیٰ کے تعلق سے (یا اللہ تعالیٰ کے حق میں) کوئی ایسی بات کریں جس کا تمہیں علم نہ ہو) (الاعراف: 33)۔

امام صاحب فرماتے ہیں (علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں): مشرک کی تو ہم جہنم کی گواہی دیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾ (بے شک جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا (کسی کو شریک ٹھہرایا) تو اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے، اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے) (المائدۃ:72)۔

یعنی عمومی طور پر: ہر مشرک جہنم میں ہے، ہر کافر جہنم میں ہے، ہر منافق جہنم میں ہے؛ ہر مومن جنت میں ہے، ہر متقی جنت میں ہے (عمومی طور پر)۔

فلاں شخص "بعینہ" دنیا میں اُس کے لیے اللہ تعالیٰ سے امید کرتے ہیں کہ وہ خیر پر ہوگا (مومن کے لیے)، اور مرنے کے بعد اللہ اُعلم، لیکن ہم امید رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ سے۔

اچھا دعا کیا کریں "المغفور له" کہیں گے؟ مرحوم کہیں گے؟ یا رحمہ اللہ، رحمۃ اللہ علیہ؟ دونوں میں کیا فرق ہے؟ مرحوم اور رحمۃ اللہ علیہ میں کیا فرق ہے؟ "مرحوم" یقیناً گواہی ہے کہ وہ مرحوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس پر رحم کر دیا ہے۔

کوئی جان سکتا ہے؟ علم غیب کوئی جانتا ہے کہ فلاں ہمارا عالم ہے امام ہے مر چکا ہے مرحوم ہے وہ ہمیں پتہ ہے؟! یقیناً کوئی جان سکتا ہے؟ کیوں؟ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے ہم نہیں جانتے کہ کیا ہونے والا ہے کسی کے ساتھ بھی۔

لیکن یہ کہ "رحمہ اللہ" یہ کیا ہے؟ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرما۔

دونوں میں فرق واضح ہے کہ نہیں؟ ایک دعا ہے اور ایک جزم کہ آپ یقیناً کہہ رہے ہیں! یقین کی بات ہمارے بس میں نہیں ہے دعا ہم کر سکتے ہیں اس لیے ہمارے ذمے دعا کرنا ہے، قبولیت اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہم اس لیے کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

سوال: یہ بول سکتے ہیں- ''في ذمة الله''؟

جواب: نہیں، ''في ذمة الله'' کا لفظ درست نہیں ہے، یعنی ہونا یہ چاہیے کہ وہ شخص مر گیا ہے اب اُس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اگر اس معنی سے کہتے ہوں تو ٹھیک ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے ذمے میں ہے کہ اب یعنی اللہ تعالیٰ اُس کو معاف ہی کر دے گا اگر اس معنی کے اعتبار سے تو پھر غلط ہے یہ درست نہیں ہے۔

شیخ صالح بن فوزان بن عبداللہ الفوزان حفظہ اللہ اس جملے کے تعلق سے فرماتے ہیں: یہ جو بات ہوئی ہے یہ کسی متعین شخص کے لیے گواہی دینا کہ وہ اہل جنت میں سے ہے یا وہ اہل النار میں سے ہے، ہم کسی شخص (یعنی بعینہ) کی گواہی نہیں دیتے کہ وہ جنتی

ہے یا دوزخی ہے "إِلَّا بدليل"(اِلّا یہ کہ اُس کی دلیل ہو)،اور دلیل یہ ہے کہ جس کی گواہی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہو کہ وہ جنت میں سے ہے، ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ جنت میں سے ہے،اور جن کی گواہی اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے کہ وہ جہنم میں سے ہے یا جہنمی ہے تو ہم بھی وہی گواہی دیتے ہیں کہ وہ جہنمی ہے۔

امام صاحب فرماتے ہیں: یہ تو متعینین کے لیے ہے (متعین شخص) لیکن عموماً اگر ہم دیکھیں تو پھر ہم یہ کہتے ہیں کہ عمومی طور پر کافر جہنم میں ہے اور مومن جو ہے وہ جنت میں ہے۔ على سبيل التخصيص ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کون جنت میں ہے کون جہنم میں ہے لیکن مومنوں کے لیے ہم امید رکھتے ہیں محسنین کے لیے امید رکھتے ہیں،اور مسلمانوں میں سے جو گناہگار ہیں بُرائیاں کرنے والے ہیں ہم ڈر رکھتے ہیں کہ اُن کی کہیں پکڑ نہ ہو! یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے اس معاملے کے تعلق سے۔

پھر شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں: "وَنَسْتَغْفِرُ لِمُسِيئِهِمْ، وَنَخَافُ عَلَيْهِمْ، وَلَا نُقَنِّطُهُمْ" اس جملے کے تعلق سے: امام صاحب فرماتے ہیں کہ ہم اُن میں سے جو گناہگار ہیں (یعنی مسلمانوں میں سے) اُن کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں کیونکہ وہ ہمارا مسلمان بھائی ہے (یعنی اُس کا حق ہے کہ ہم اُس کے لیے دعائے مغفرت کریں) اور اُس کے لیے توبہ کی توفیق کی دعا کرتے ہیں اگرچہ وہ گناہگار ہو کیونکہ یہ اُس کے ایمان کا حق ہے ہمارے اوپر۔

جب مومن ہے اب اس کے ایمان کا ہمارے اوپر کچھ حقوق ہیں اُن میں سے یہ حق ہے کہ اُس کے لیے ہم دعا کریں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾ (اپنے گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے مغفرت (بخشش) طلب کرو اور مومن مردوں کے لیے اور مومن عورتوں کے لیے) (محمد:19)۔

امام صاحب فرماتے ہیں (شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں): کہ ہم کسی گناہگار کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہیں کرتے جیسا کہ خوارج اور معتزلہ نے کہا، یہ اُن کا عقیدہ اُن کا قول ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے لوگوں کو محروم کر دیتے ہیں دور کر دیتے ہیں، ہم یہ ضرور کہتے ہیں کہ وہ وعید کا حقدار ہے اور اس کے لیے وعید ضرور ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اللہ تعالیٰ کی مشیئت کے نیچے ہے، اگر وہ توبہ کر لیتا ہے زندگی میں تو اس کی اللہ تعالیٰ توبہ قبول کر لے گا اسے معاف کر دے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے صرف کافر لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں) (یوسف:87)۔

تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی کافروں کا کام ہے مومن کبھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتا اگرچہ گناہ بھی اُن سے ہو جاتے ہیں لیکن پھر بھی دل میں یہ ایک امید ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔

مطلب اس کا یہ ہر گز نہیں ہے کہ انسان گناہ کرتا رہے اور یہی کہتا رہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا، یہ امید نہیں ہے؛ امید کا مطلب یہ ہے کہ انسان سے گناہ ہو جاتا ہے اُس گناہ سے وہ توبہ بھی کرتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہے کہ اُس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

﴿وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّاۗلُّوْنَ۝۵۶﴾: دوسری آیت سورۃ الحجر آیت نمبر 56 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تو صرف گمراہ لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں) (الحجر:56)۔

اور سورۃ الزمر میں آیت نمبر 53 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ (الزمر:53): ﴿يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ﴾ (اے میرے بندو! جنھوں نے اپنے نفس پر اسراف کیا اور گناہ کیے) ﴿لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہر گز نہ ہونا)۔

امام صاحب فرماتے ہیں: "والوعيدية" (اور وعیدی گروہ): کون ہیں؟ "الذين هم الخوارج": جیسا کہ خوارج ہیں اور معتزلہ اِن ہی وعیدیہ میں ہیں، اور ہر وہ شخص جو ان کے راستے کو اختیار کرتا ہے ان کے نقش قدم پر چلتا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کرتے رہتے ہیں اور اُن کو ملت اسلام سے بھی کبیرہ گناہوں کی وجہ سے نکال دیتے ہیں اگرچہ اُن کے گناہ شرک کے علاوہ کوئی اور گناہ ہوں۔ یعنی کفر کے علاوہ کوئی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، مسلمانوں میں سے کوئی کبیرہ گناہ کرتا ہے (کسی نے زنا کیا، کسی نے سود کھایا یا کسی نے والدین کی نافرمانی کی، یا کوئی حرام چیز کھائی ہے) تو خوارج اور معتزلہ کا یہ منہج ہے کہ خوارج کہتے ہیں وہ کافر ہے دنیا میں اور ہمیشہ جہنم میں رہے گا مرنے کے بعد، معتزلہ کہتے ہیں کہ دنیا میں نہ کافر ہے نہ مومن ہے اور مرنے کے بعد کافر ہے ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

مومن کیا کہتے ہیں؟ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ کیا ہے؟ کہ وہ مومن اپنے ایمان سے ہے، فاسق اپنے کبیرہ گناہ سے ہے، اُس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اللہ تعالیٰ چاہے تو عدل وانصاف سے اُس کو سزا دے جب تک کہ اُس کے گناہ پاک نہیں ہو جاتے، اور اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنے فضل و کرم سے اپنے رحم و کرم سے اُسے جنت میں داخل کر دے اور اُس کی پکڑ نہ ہو۔

امام ابن أبي العز الحنفی رحمۃ اللہ علیہ اس جملے کے تعلق سے بڑی پیاری بات فرماتے ہیں؛ اور ایک نئی بات جو میں ایڈ (Add) کرنا چاہتا ہوں اس میں وہ یہ ہے کہ گناہوں کے کفارے جو ہیں تقریباً گیارہ (11) کے قریب ہیں جو امام صاحب نے بیان کیے ہیں میں بھائیوں سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ سب یاد کر لیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں عذاب کے لیے پیدا نہیں کیا گناہ ہم سے ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے واللہ! اور جہنم میں وہی جاتا ہے جو جہنم کا مستحق ہوتا ہے؛ اللہ تعالیٰ نے جہنم سے بچنے کے لیے واللہ! ایسی دیواریں بنائی ہیں تاکہ میرا بندہ جہنم تک جا نہ سکے، جہنم میں وہی جاتا ہے جو یہ ساری دیواریں توڑ کر جاتا ہے (ایک دیوار نہیں دو نہیں، دَس سے زیادہ واللہ!) لیکن اُس سے پہلے ایک بڑی پیاری حدیث ہے جو امام صاحب نے یہاں پر بیان کی ہے میں وہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

مسند احمد میں اور ترمذی میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں: "قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ" (اے اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) ﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾(المؤمنون:60): "هُوَ الَّذِي يَزْنِي وَيَشْرَبُ الْخَمْرَ وَيَسْرِقُ؟": یہ آیت کریمہ اُن لوگوں کے تعلق سے ہے اُن مسلمانوں کے تعلق سے ہے جو زنا کرتے ہیں، شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟ یعنی گناہگار مسلمانوں کے تعلق سے ہے "جن لوگوں نے جو عمل کرنے تھے وہ کر دیئے اور اُن کے دل ڈرے ہوئے ہیں")۔

عمل تو کیے لیکن عمل کرنے والے دل ابھی ڈرے ہوئے ہیں یہ کون سے عمل ہیں جو انہوں نے کیے ہیں؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کریمہ سے یہ سمجھا کہ ظاہر ہے کوئی گناہ ہی ہوگا، تو گناہگار ہی کا دل کانپتا ہے اسی کے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے؛ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "لَا يَا ابْنَةَ الصِّدِّيقِ" (یہ بات نہیں ہے اے صدیق کی بیٹی!)؛ ذرا غور سے سنیں: "وَلَكِنَّهُ الرَّجُلُ" (یہ اُس شخص کے تعلق سے ہے) "يَصُومُ وَيُصَلِّي وَيَتَصَدَّقُ وَيَخَافُ أَنْ لَا يُقْبَلَ مِنْهُ" (جو روزہ رکھتا ہے، نماز بھی پڑھتا ہے، صدقات اور خیرات بھی اللہ تعالیٰ کے لیے اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیتا ہے لیکن پھر بھی اسے ڈر لگا رہتا ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اُس کی یہ عبادات قبول نہ فرمائے)، سبحان اللہ۔

مومن جب عبادت کرتا ہے اسے یقین ہوتا ہے کہ قبول ہو گئی کیا خیال ہے؟ کوئی گارنٹی ہے ابھی ہم نے عشاء کی نماز پڑھی ہے مکمل قبول ہو گئی ہے یا ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ قبول کرے گا؟ امید ہے۔ ہم نے نماز کے شروط، ارکان، واجبات پورے کیے ہیں، اللہ تعالیٰ سے اس امید کے ساتھ نماز پڑھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس عبادت کو قبول فرمائے گا؛ مومن کے دل میں ہمیشہ ڈر رہتا ہے۔

امام زین العابدین بن الحسین بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) حج کرنے کیے لیے جب احرام پہنتے تھے نا اب نیت کرتے وقت ایک عجیب سا خوف طاری ہو جاتا اُن کا رنگ اُڑ جاتا پیلے پڑ جاتے، تو اُن کے شاگردوں، ساتھیوں میں سے کسی نے کہا کہ امام صاحب خوشی خوشی آپ نے غسل کیا ہے آپ نے احرام کے کپڑے پہنے ہیں جب نیت کی بات آتی ہے تو بالکل رنگ ہی بدل جاتا ہے

آپ کا! آپ کی آواز ہی نہیں نکلتی اور بالکل ایک عجیب سی آپ کی حالت ہو جاتی ہے! فرماتے ہیں: "مجھے ڈر ہے کہ میں کہوں ''لبيك اللّهم لبيك''، اللہ تعالیٰ مجھے یہ کہے کہ مجھے تیری ضرورت ہی نہیں ہے!"۔

امام زین العابدین بن الحسین بن علی جانتے ہیں کون ہیں؟ "من سادات التابعين"؛ تابعین کے اولیاؤں میں سے ہیں، سرداروں میں سے ہیں۔

ہم کیسے عمرے کرتے ہیں پتہ ہے؟ غسل کیا ہے، احرام پہن لیا اور گاڑی میں بیٹھے اور راستے میں کھا رہے ہیں پی رہے ہیں، گپیں لگا رہے ہیں، عمرہ کر لیا ٹیلی فون پر بات بھی کر رہے ہیں، اِدھر بھی بات کر رہے ہیں اُدھر بچے کو بھی پکڑ رہے ہیں؛ عمرہ کر لیا واپس آگئے، ڈکار بھی نہیں لیتے! إنا لله وإنا إليه راجعون۔

آپ جب عبادت میں داخل ہوتے ہیں تو آپ کی کیفیت کیسی ہونی چاہیے؟! بعض لوگ مسجد میں داخل ہوتے ہیں واللہ! جیسا کہ پتہ ہی نہیں ہے کہ اللہ کا گھر ہے! شاید اپنے گھر کا احترام اللہ کے گھر سے زیادہ ہو! واللہ أعلم۔

جب بارشیں ہوتی ہیں تو پاؤں گیلے ہو جاتے ہیں نا تو بعض لوگ کیا کرتے ہیں کہ مسجد میں فوراً داخل ہو جاتے ہیں پاؤں گیلے ہیں جیسے بھی ہیں! اپنے گھر میں کیسے کرتے ہیں فوراً داخل ہوتے ہیں یا تھوڑا سا باہر ایک ہم نے فُٹ میٹ (Foot Mat) جو بچھایا ہوا ہے اس میں رُکتے ہیں تھوڑا سا پھر پاؤں تھوڑے صاف کرتے ہیں پھر اندر جاتے ہیں تاکہ ہمارے گھر کا قالین نہ خراب ہو؟! اور کرتے ہیں کہ نہیں کرتے؟! مسجد میں ایسا کرتے ہیں؟! دیکھیں! إلا من رحم الله سبحانه وتعالىٰ)۔

جو فُٹ میٹ (Foot Mat) مسجد کے باہر پڑے ہوتے ہیں میں نے بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہاں پر ٹھہرتے ہیں پاؤں صاف کرتے ہیں جوتا اُتارنے کرنے کے بعد؛ اکثر لوگ کیا کرتے ہیں کہ یوں جوتا پھینک دیا کسی سائیڈ پر بھی اور بس اندر فوراً داخل ہو گئے! مسجد کے قالین ہیں نا صاف کرنے کے لیے وہ پاؤں ہو جائیں گے صاف! (سبحان اللہ)۔

پھر ہم چیختے چلاتے اور روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہودیوں نے تو بڑا ظلم کیا ہے ہمارے اوپر! یہودیوں نے ظلم کیا ہے، نصاریٰ نے ظلم کیا ہے، ہندوؤں نے ظلم کیا ہے، فلاں نے ظلم کیا ہے!

سب سے بڑے ظالم ہم خود ہیں یہ کبھی ہم نے سوچا نہیں ہے! إلا من رحم الله سبحانه وتعالىٰ۔

بہر حال؛ تو اس پیاری حدیث سے کیا سبق ملا ہے ہمیں؟ کہ مومن جب عبادت کرتا ہے تو اس کے دل میں ڈر باقی رہتا ہے کہ کہیں یہ عبادت میرے منہ پر نہ ماردی جائے! اُسے امید ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قبول کرے گا اِس امید کے ساتھ ڈر بھی ہوتا ہے اور پھر محبت بھی ہوتی ہے۔

اور یہ تین ارکان ہیں عبادت کے جس کے بغیر کوئی عبادت ہوتی نہیں ہے:

(۱) محبت ہے جو اصل بنیاد ہے عبادت کی۔

(۲) امید ہے کہ قبول ہوگی۔

(۳) ڈر ہے کہ کہیں ردّ نہ ہو جائے۔(سبحان اللہ)۔

آیئے دیکھتے ہیں امام حسن البصری کا قول بیچ میں آگیا ہے یہ بھی سُن لیں اسی حدیث کے تعلق سے۔

امام حسن البصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عملوا واللہ بالطاعات" (اللہ کی قسم! انہوں نے اچھے عمل کیے)؛ اس آیت کریمہ کے تعلق سے فرمارہے ہیں کہ اللہ کی قسم! انہوں نے اچھے کام کیے ہیں، اور اجتہاد بھی کیا اِن ہی اچھے کاموں میں فرمانبرداریوں میں لیکن اُن کو یہ ڈر لاحق ہوا کہ کہیں اُن پر واپس ردّ نہ کردی جائیں، بے شک مومن جو ہے وہ اپنے احسان کے ساتھ ڈر کو بھی ملا دیتا ہے (احسان کے ساتھ اچھے عمل کے ساتھ ڈر کو بھی شامل کردیتا ہے) اور منافق اپنی بُرائی کے ساتھ امید کو شامل کردیتا ہے۔ فرق دیکھا ہے دونوں کا کہ مومن اپنی فرمانبرداری اپنے احسان، عمل صالح کے ساتھ خوف کو شامل کردیتا ہے اور منافق اپنے بُرے عمل کے ساتھ امید کو شامل کردیتا ہے (سبحان اللہ)۔

آیئے دیکھتے ہیں **مکفرات الذنوب** جن کا ذکر امام صاحب نے کیا میں بیان کردوں دلیل کے ساتھ تقریباً گیارہ (11) ہیں، آیئے دیکھتے ہیں۔

امام صاحب فرماتے ہیں: "فإن فاعلَ السيئات يسقطُ عنه عقوبة جهنم بنحو عشرة أسباب": دَس کا بتایا ہے لیکن بیان گیارہ کیے ہیں۔

یہ دس یا گیارہ کہاں سے آئے ہیں امام صاحب فرماتے ہیں: "عرفت بالاستقراء من الكتاب والسنة": یہ کتاب اور سنت (یعنی قرآن مجید کی آیات اور احادیث نبویہ، حدیث شریفہ) کی تتبع کرتے ہوئے اُن کو جمع کرتے ہوئے جن کا تعلق اس موضوع سے یعنی کفارات الذنوب سے ہے (گناہوں کے کفارے سے ہے)۔

جتنی بھی آیات اور احادیث ہیں اُن سب کو جمع کیا اور جمع کرنے کے بعد پھر یہ فیصلہ کیا، یا یہ پھر بات کی کہ دس یا گیارہ یہ اسباب ہیں؛ یعنی اپنی جیب سے نہیں نکالے انہوں نے قرآن اور سنت کی روشنی میں بیان ہورہا ہے۔

1-"السبب الأول: التوبة": توبہ گناہوں کو معاف کردیتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿إِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا﴾

پوری آیت یہ ہے لیکن یہاں پر صرف شاہد ہے: ﴿إِلَّا مَنۡ تَابَ﴾(مریم:60)۔

پھر آگے اور بھی دلائل ہیں لیکن میں صرف ایک ہی پر اکتفاء کرتا ہوں کیونکہ لمبی بات ہو جائے گی پھر۔

تو پہلا سبب ہے کفارات الذنوب کا (گناہوں کے کفارے کا) سورۃ مریم آیت نمبر 60 اور سورۃ الفرقان آیت نمبر 70، دونوں میں ہے: ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ﴾ یہ لفظ دونوں میں ہے۔

2-دوسرا سبب "الإستغفار": اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ (اور اللہ تعالیٰ اُن کو کبھی عذاب نہ دینے والا ہوتا جب تک کہ وہ استغفار کر رہے ہیں) (الانفال:33)۔

جب استغفار ہے تو پکڑ نہیں ہے عذاب نہیں ہے استغفار کی وجہ سے۔

اب امام صاحب خود فرماتے ہیں توبہ اور استغفار میں کیا فرق ہے، فرماتے ہیں:

بعض اوقات استغفار الگ سے بیان کیا جاتا ہے، اور بعض اوقات توبہ کے ساتھ مقرون ہو جاتا ہے۔

جیسے ہم کہتے ہیں: "أستغفر الله وأتوب إليه"؛ کہتے ہیں کہ نہیں کہتے؟ اب دونوں ایک ساتھ ہیں۔

یا کہتے ہیں: "أستغفر الله، أستغفر الله"؛ الگ سے ہے۔

یا "أتوب إلى الله"؛ الگ سے ہے۔

تو امام صاحب فرماتے ہیں: اگر الگ الگ سے بیان ہوں تو ایک دوسرے میں شامل ہو جاتے ہیں۔

جب میں کہتا ہوں: "أستغفر الله" تو اس میں توبہ بھی شامل ہو گئی؛ جب میں کہتا ہوں: "أتوب إلى الله" تو اس میں استغفار بھی شامل ہو گیا؛ لیکن جب ایک ساتھ آتے ہیں تب معنی میں فرق ہے:

"فالاستغفار": سُنیں فرق، استغفار کا معنی ہے: "طلب وقاية شر ما مضى" (استغفار کا معنی ہے کہ جو گناہ گزر گئے ہیں، جو شر اُن کی وجہ سے پہنچنے والا ہے اُن سے بچنے کی طلب اللہ تعالیٰ سے کرنا اللہ تعالیٰ سے مانگنا)۔

"والتوبة" (توبہ کا معنی) "الرجوع" (واپسی اللہ تعالیٰ کی طرف) "وطلب وقاية شر ما يخافه في المستقبل" (اور جو مستقبل میں آنے والا شر ہے اُس سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا، اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنا) "من سيئات أعماله" (اپنے گناہوں سے)۔

ایک تو یہ ہے جو امام صاحب نے یہاں پر بیان کیا ہے (ایک تو یہ وجہ ہے) اور یہ ملتے جلتے اسباب ہیں، ایک تو یہ گزرے ہوئے گناہ ایک آنے والے گناہوں کی وجہ سے جو شر پہنچنے والا ہے، حق بات یہ ہے کہ گناہ جو انسان کر رہا ہے یا کر چکا ہے اگر کوئی شر لاحق ہونا ہے تو پھر یا تو پریزنٹ (Present) میں ہو گا یا مستقبل میں ہو؛ امام صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ پریزنٹ (Present) میں

ہے تو استغفار کریں تاکہ ابھی آپ محفوظ ہو جائیں، اور مستقبل میں اگر بچنا چاہیں تو پھر توبہ کریں؛ اس سے بہتر جو میں نے فرق جانا ہے علماء سے وہ یہ ہے کہ استغفار اُن گناہوں سے ہوتا ہے جو آپ کو یاد نہیں ہیں جو آپ کر چکے ہیں۔

متعین انسان گناہ کرتا رہتا ہے یاد کہاں رہتے ہیں؟! کسی مجلس میں دس مرتبہ غیبت کر لیتا ہے پتہ نہیں ہوتا پھر بھول جاتا ہے کہ کس کی غیبت کی کس کی نہیں کی! تو استغفار اُن گناہوں سے ہے جو انسان بھول چکا ہوتا ہے؛ توبہ اُس گناہ سے ہے جو کرنٹلی (Currently) کر رہا ہے جن کا اُس کو پتہ ہے کہ کون سے میں گناہ کر رہا ہوں۔

تو توبہ متعین گناہ کے لیے ہے جو وہ کر رہا ہے، استغفار عمومی طور پر وہ گناہ جو ہو چکے ہیں جن کا اُس کو علم نہیں ہے؛ اور دونوں کو ملا دیتا ہے تو پھر وہ جو گزر چکے ہیں جو اُس کو یاد نہیں ہیں، ایک وہ ہیں جو ابھی کر رہا ہے، دونوں سے اُس نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لی ہے (واللہ أعلم)۔

توبہ بڑے گناہ کے لیے کی جاتی ہے چھوٹے گناہ کے لیے کفارات کافی ہیں، لیکن توبہ چھوٹے گناہوں سے بھی کی جاتی ہے کوئی اس میں شک نہیں ہے؛ توبہ عموم کے لیے ہے لیکن یہ ہے کہ توبہ عام طور پر دونوں کے لیے ہوتی اور خاص طور پر کبیرہ گناہ کے لیے ہوتی ہے کیونکہ صغیرہ گناہ جو ہیں وہ ہمارے نماز، روزے، حج، زکوٰۃ، اور جو بھی نیک اعمال ہیں وہ اِن چھوٹے گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں۔

3-"السبب الثالث" (تیسرا سبب) "الحسنات" (نیک اعمال)۔

امام صاحب فرماتے ہیں کہ ایک نیکی دَس کے برابر ہوتی ہے اور اُس سے زیادہ بھی ہو جاتی ہے، اور ایک بُرائی ایک بُرائی ہوتی ہے: "فالويل لمن غلبت آحاده عشراته" (تو وَیل اُس کے لیے ہے جس کی اکائی اُس کے دَسوں سے غالب ہو جائے (اُس کے لیے ویل ہے))۔

ایک نیکی کرتے ہیں تو اُس کے دَس گناہ ثواب مل گیا (ایک کے برابر دَس)، ایک گناہ کرتے ہیں تو ایک گناہ لکھا جاتا ہے اب گناہ غالب ہو جاتے ہیں!

جہنم میں کون جاتا ہے جس کے گناہ غالب ہوتے ہیں نا؟! اب اس کی آحاد (اکائیاں جو ہیں) وہ ان دَسوں پر غالب ہوئیں کہ نہیں؟ وَیل اسی کے لیے ہے پھر۔

اس کی دلیل اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ (هود:114)۔

4-چوتھا سبب: "المصائب الدنيوية" (دنیا کی مصیبتیں)۔

کوئی فری میں نہیں ہے یادرکھیں، جو بھی تکلیف ہوتی ہے اس کی وجہ ہوتی ہے اور اُس تکلیف سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں متفق علیہ حدیث میں: کسی بھی مسلمان کو کسی بھی مومن کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی چاہے وہ غم ہو، یا ھم ہو، یا حزن ہو "حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا" (یہاں تک کہ کانٹا بھی اگر اُسے چبھتا ہے) "إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ" (اِلَّا یہ کہ اُس کے گناہ معاف ہوتے ہیں)۔

کانٹا بھی چبھتا ہے درد ہوتا ہے کانٹا چبھنے کا آپ کے جو گناہوں کا ڈھیر ہے اُس میں سے ایک گناہ اُڑ گیا (یعنی صغیرہ گناہ کے یہ کفارے کی بات ہورہی ہے)۔

بعض لوگ شوگر کے مریض بیچارے پریشان ہوتے ہیں، نیوروپیتھی (Neuropathy) کی وجہ سے جو نروز (Nerves) ہیں کمزور پڑ جاتی ہیں اور بے قابو ہو جاتے ہیں بیچارے! اگر حال پوچھیں کہ باباجی کیا حال ہے؟ کہتے ہیں "لعنت ہو شوگر پر مار دیا اس نے، برباد کر دیا اس نے، ذلیل کر دیا اس نے!"۔

اگر صبر کر لیتے نا تو یاد رکھیں کہ اگر ایک سوئی ایک کانٹا چبھتا ہے تو ایک گناہ معاف ہوتا ہے؛ جس کے جسم میں سو کانٹے چبھتے ہوں شوگر کی وجہ سے؟! بھئی کانٹے تو چبھیں گے بچ نہیں سکتے! مرض لگ گیا ہے اب اس تکلیف سے بچیں گے نہیں، ہاں علاج کروائیں میں یہ نہیں کہہ رہا کہ علاج نہ کروائیں لیکن تکلیف تو پہنچنی ہے علاج جب تک ہوتا رہے گا آپ کا ری ایکشن (Reaction) کیا ہے؟ لعنت بھیجی ہے تو ثواب تو گیا نا صبر تو کیا نہیں، اپنے آپ کو اِن سو نیکیوں سے، یعنی ان سو کفاروں سے جو آپ کے گناہوں کا کفارہ تھا اپنے آپ کو محروم کر دیا! کیا ملا؟ تکلیف ہی پہنچی دنیا میں، گناہوں کا کفارہ بھی نہ ہوا اور نقصان بھی اُٹھا لیا۔

سوال: یہ صرف لعنت پر ہے یا تذکرے پر بھی ہے؟

جواب: دل میں جو وسوسے ہوتے ہیں اُن کی پکڑ نہیں ہوتی۔

سوال: ایک آدمی نے اپنی شوگر پر لعنت بھیجی، ایک صرف یہ بتا رہا ہے کہ شوگر ہے؟

جواب: تو کیا مشکل ہے بھئی فرق ہے نا دونوں میں؟! ایک شخص خبر دیتا ہے کہ مجھے شوگر ہے، دوسرا کہتا ہے لعنت ہو شوگر پر اس نے ذلیل کر کے رکھا ہے، فرق ہے دونوں میں کہ نہیں؟ تو خبر تو ٹھیک ہے خبر دے رہے ہیں کہ مجھے شوگر ہے تو اس میں کیا مشکل ہے؟! میں اُس کی بات کر رہا ہوں جو ایک تو یعنی شکایت بھی کرنی اور اس انداز سے شکایت کرنی ہے!

5-"السبب الخامس : عذاب القبر" (قبر کا عذاب) "وسيأتي الكلام عليه" (امام صاحب فرماتے ہیں اس کی بات آئے گی)۔

اور عذاب قبر کے اندر جو ہے جیسا کہ معروف ابوداود کی روایت میں آیا ہے اور دیگر روایات میں بھی آیا ہے کہ قبر کا عذاب جو ہے وہ حق ہے اور جو گناہگار ہیں اُن کو ملے گا۔

اور یہ بھی روایت میں آیا ہے کہ بعض لوگوں کے لیے قبر جو ہے وہ جنت کا باغ بن جائے گی اور بعض لوگوں کے لیے جہنم کا گڑھا بن جائے گی۔ جن کے لیے جہنم کا گڑھا بن جاتی ہے تو اُن کے گناہ جھڑ رہے ہوتے ہیں؛ اس لیے یاد رکھیں کہ قبر کے اندر اگر کوئی شخص نافرمان ہے جس کو قبر کا عذاب مل گیا تو اگر وہ مومن موحد ہے لیکن اُس کے کبیرہ گناہوں کی وجہ سے قبر کا عذاب اسے ملا ہے تو آخرت کے گناہوں کی تخفیف ہو رہی ہوتی ہے، یہ بھی کفارات الذنوب میں سے ہے، اور ہمیشہ کے لیے نہیں رہے گا جب گناہ ختم ہوئے اگر آخرت سے پہلے اُس کے گناہ جھڑ گئے قبر کے اندر ہی تو اب جہنم میں داخل نہیں ہو گا وہ۔

دیکھیں جہنم میں پھر بھی کون جا رہا ہے ؟ یعنی قبر کے عذاب میں بھی اس کی وجہ سے تخفیف نہ ہوئی اس کی؛ آپ ذہن میں یہ رکھیں کہ جہنمی کون ہے ؟ یہ چار سبب گزر گئے ابھی تک اس کے گناہ باقی ہیں ! پانچواں سبب آیا ہے عذاب قبر سے بھی اُس کو نجات نہ مل سکی، وہاں پر بھی عذاب اس نے کھایا تب بھی اس کے گناہ نہیں جھڑے !

سوال: تخفیف ہے تو ناپنے کا پیمانہ ہے کہ اس کو سزا اتنے عرصے ملے گی ؟

جواب: وہ تو کافی ایسے گناہ ہیں؛ کافر تو کبھی نکلے گا نہیں اور جو مرتد ہے، اور باقی جیسے خودکشی ہے خودکشی کے لیے بہت لمبے عرصے تک "خالدین" کا لفظ آیا ہے "خَالِدًا مُخَلَّدًا فِي النَّار"، ایک "أَبَدًا" کا لفظ بھی آیا ہے۔

تو بعض لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ یہ کافر بن چکے ہیں؛ نہیں ! خودکشی کرنے والا کافر تھوڑی ہے، کافر نہیں ہے ! تو یہ لمبا عرصہ کیوں ہے ؟ یعنی خودکش شخص جو ہے (نعوذ باللہ) وہ جہنم میں لمبے عرصے کا عذاب کھاتا رہے گا (لمبے عرصے تک !) لیکن پھر بھی نکلے گا وہ۔

سوال: غم، ھَم، حزن میں کیا فرق ہے ؟ تینوں میں ایک چیز یکساں ہے کیا ہے ؟ پریشانی۔

ہم ترجمہ کرتے ہیں پریشانی کا، عربی میں پریشانی نہیں کہتے عربی میں مختلف ہیں۔

ایک اور بھی دے دوں "کرب" (چوتھا، نعوذ باللہ)؛ ان چاروں میں کیا فرق ہے غم ہے، ھَم ہے، حزن ہے، کرب ہے ؟

ترتیب سے : ایک پریزنٹ (Present) ہے ، ایک پاسٹ (Past) ہے ، ایک فیوچر (Future) ہے : تو پریزنٹ (Present) میں غم ہے، وہ پریشانی جو ابھی آپ جھیل رہے ہیں اسے کہتے ہیں غم (Present، Currently)، پریشانی ابھی لاحق ہے مسلسل جاری ہے اسے غم کہتے ہیں۔

وہ پریشانی جو ماضی کی وجہ سے لاحق ہوئی ہے اور وہ پریشانی جو آنے والی ہے، جو آنے والی پریشانی ہے اسے کیا کہتے ہیں؟ ھَم؛ جو گزر گئی ہے، جو ماضی میں گزر چکا ہے ﴿إِنَّمَآ أَشۡكُواْ بَثِّي وَحُزۡنِيٓ إِلَى ٱللَّهِ﴾(یوسف:86) ، حزن۔

6-"السبب السادس"(چھٹا سبب)"دعاء المؤمنين"(مومنین کے لیے دعا مرنے کے بعد)"واستغفارهم في الحياة وبعد الممات":

مومنوں کے لیے دعا کرنا زندگی میں اور مرنے کے بعد یہ بھی گناہوں کا کفارہ ہے۔

7-"السبب السابع"(ساتواں سبب)"مايهدى إليه بعد الموت"(جو مرنے کے بعد کسی کو پہنچتا ہے (میت کے لیے جو کوئی شخص عمل کرتا ہے تاکہ اسے فائدہ ملے مرنے کے بعد))"من ثواب صدقة أو قراءة أو حج"(امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ صدقہ ہو، یا قراءت ہو یعنی قرآن مجید کی، یا حج ہو)۔ اور قراءت قرآن مجید درست نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید کی جو قرآن خوانی ہوتی ہے، یا ایصال ثواب قرآن مجید کا جو ہوتا ہے اُس کی دلیل نہیں ہے؛ بعض علماء کے نزدیک یہ درست ہے لیکن اس کی دلیل نہیں ہے، میت کو صرف وہی چیز پہنچتی ہے مرنے کے بعد جس کی دلیل ہو۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے دنیا سے سوائے تین چیزوں کے۔ کون سی ہیں؟"صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ"(صدقہ جاریہ ہو)، یا"عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ"، یا"وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو له": صدقہ جاریہ ہو، یا ایسا علم وہ چھوڑ کر گیا ہو جو نفع بخش علم ہو، یا ایسی نیک صالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔

وَلد کسے کہتے ہیں؟ ابن کسے کہتے ہیں؟ ولد کہتے ہیں دونوں کو بھی (اولاد میں لڑکا لڑکی دونوں شامل ہوتے ہیں)، ابن بیٹے کو، بنت بیٹی کو۔ لفظ کی بات کر رہے ہیں "اولاد، ولد": "ولد" عام طور پر مطلقاً کہا جائے تو اس میں لڑکا، لڑکی دونوں شامل ہوتے ہیں، اگر "ابن" کہا جائے تو پھر بیٹا مقصود ہوتا ہے، "بنت" کہا جائے تو بیٹی مقصود ہوتی ہے۔ جس کتاب میں "ولد" لڑکا لکھا ہوا ہے غلط ہے، یہ جو عام عربی ہے وہ تو توڑ پھوڑ دیتی ہے نا، ہم عام عربی کی بات نہیں کر رہے ہم جو صحیح فصیح عربی ہے اس کی بات کر رہے ہیں۔

تو بات یہ ہو رہی تھی کہ جس چیز کی دلیل ہے وہی میت کو پہنچتی ہے بغیر دلیل کے میت کو نہیں کچھ پہنچتا، کوئی شخص جو بھی کہے کوئی عالم جو بھی بات کرے ہمارے پاس پیمانہ دلیل ہے، جس کی دلیل ہے تو پہنچے گا، دلیل نہیں ہے تو نہیں پہنچے گا۔

جو بھی شخص آپ کو یہ کہتا ہے کہ فلاں عمل کرتے ہیں میت کے لیے آپ کا سوال کیا ہونا چاہیے؟ اس کی کوئی دلیل ہے؟ دلیل کہاں سے ہوگی؟ قرآن اور صحیح حدیث سے۔ اگر ہے تو ہمارے سامنے رکھیں ہم بھی کرنے کے لیے تیار ہیں، نہیں تو جو چیز موجود ہے اسی میں کفایت ہے۔

سنیں ذرا؛ میت کے لیے جمع ہونا میت کے گھر میں (جمع ہونا صرف) یہ بھی صحابہ کرام نوحہ میں سے سمجھتے تھے کہ یہ نوحہ ہے، اور نیاحہ جو ہے مسائل جاہلیت میں سے ہے حرام ہے، کبیرہ گناہ ہے! (صرف جمع ہونا!)۔

اور جو قل خوانی میں ہوتا ہے کیا ہوتا ہے؟ جمع ہی تو ہوتے ہیں لوگ اور کیا ہوتا ہے؟! تو صرف جمع ہونے کو صحابہ کرام جو ہیں اجماع ہے صحابہ کا اس پر کہ میت کے گھر میں مرنے کے بعد جمع ہونے کو ہم نیاحہ سمجھتے تھے، اور نیاحہ آپ جانتے ہیں نوحہ کرنا میت کے لیے کبیرہ گناہ ہے جائز نہیں ہے یہ۔

سوال: کوئی مر جائے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: تعزیت کریں، ٹیلی فون کے ذریعے کریں، گھر میں جا کر کریں۔

سوال: گھر والوں سے جس کے گھر میں ڈیتھ ہو گئی ہے مطلب؟

جواب: اُن کی طرف جائیں یا ٹیلی فون کریں اگر نمبر آپ کے پاس ہے تو تعزیت کر لیں بس۔

سوال: کھانا پکا کر لے جا سکتے ہیں؟

جواب: کھانا پکانا جو ہے یہ رشتے داروں کا کام ہے یا پڑوسیوں کا کام ہے، ہاں یہ جائز ہے؛ تین دن کے لیے آپ یعنی جو قریبی رشتے دار ہیں، یا اگر رشتے دار نہیں ہیں جیسے کہ ہم لوگ یہاں پر فارنرز (Foreigners) ہیں تو جو پڑوسی ہوتے ہیں وہ یعنی نعم البدل ہوتے ہیں اور وہ پھر جو ہیں مسنون ہے (مسنون ہے واجب نہیں ہے)۔

بعض لوگ خود نہیں پکاتے بھوکے بیٹھے ہوتے ہیں؛ بھئی اگر کوئی نہیں دیتا تو پکائیں نا کس نے کہا ہے بھئی حرام ہے؟! حرام تو نہیں ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "آل جعفر کے لیے کھانا پکاؤ"۔

سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی (شہید ہوئے جنگ موتہ میں) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "آل جعفر مشغول ہیں اپنی غم میں پریشانی میں تو اُن کے لیے کھانا پکاؤ": تو اس لیے اُن کے لیے کھانا پکایا گیا، اگر کوئی شخص دیکھتا ہے کہ اُن کے لیے کوئی کھانا نہیں پکاتا جیسا کہ بعض لوگوں کا ہوتا ہے پتہ نہیں ہوتا انڈیا یا پاکستان میں کوئی مر جاتا ہے (کوئی پیارا) اور ہمیں یہاں پر خبر نہیں ہوتی تو وہ بیچارا بھوکا پیاسا بیٹھا ہوتا ہے، ایک دن بیچارا غم میں گزارتا ہے بھوکا صبح خود پکا لیتا ہے پھر کیا کرے؟! تو اس لیے آپ نے خبر رکھنی ہے اپنے مسلمان بھائیوں کی کہ اگر کہیں پر ایسا ہے، یہ نہیں کہ میرا گھر چوتھا ہے تو میں پڑوسی نہیں ہوں پہلے گھر والا دے؛ اگر وہ نہیں دیتا تو آپ جانتے ہیں آپ دے دو بھئی کیا جاتا ہے؟!

(واللہ أعلم)۔

تو میں کہہ رہاہوں کہ میت کے گھر میں اکٹھے ہو کر جانا میت کے گھر میں جمع ہونا نوحہ سمجھا جاتا تھا، آپ نے تعزیت کرنی ہے آپ خود چلے جائیں، آپ ٹیلی فون کے ذریعے کرلیں، یا اگر یعنی بغیر کسی وقت کو متعین کرکے کوانسیڈنیٹلی (Coincidentally) میں گیاہوں یا گاڑی نہیں ہے ہم دو تین لوگ چلے گئے ہیں گاڑی پر تاکہ تعزیت کرلیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن وہاں پر بیٹھنا اور جمع ہونا، یا جیسے آپ نے گٹھلی کی بات کہ گٹھلیاں پڑھنا، تسبیحات پڑھنا، قرآن مجید کی تلاوت کرنا، یہ ساری بدعات ہیں یہ جائز نہیں ہے۔

سوال: مندی بھی آتی ہے یہاں پر؟

جواب: مندی آئے یا کچھ بھی آئے (مندی ہو، یا کوئی مزبی ہو، یا بخاری ہو، کچھ بھی ہو)۔

سوال: اگر کسی ادارے میں تعزیتی جلسہ منعقد ہوتا ہے؟

جواب: کسی ادارے کا کوئی شخص مرجاتاہے تو اس ادارے کے اندر تعزیتی جلسہ منعقد کرتے ہیں جائز نہیں ہے۔

سوال: اس میں تعریفی کلمات بھی پڑھے جاتے ہیں؟

جواب: یہ تو اور پھر مصیبت ہے! میں تو تعریفی کلمات کے علاوہ بات کر رہا ہوں کہ جائز نہیں ہے اسے تو نوحہ کہتے ہیں یہ تو اور مصیبت ہے! بہر حال؛ اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے۔

سوال: اس میں صرف تین ہیں مرنے والے کے لیے عمل کرنا جن سے اس کو ثواب پہنچے؟

جواب: ایک حدیث میں تین آیا ہے، دوسری میں حج کا لفظ بھی آیا ہے کہ حج بھی جائز ہے حج بھی کر سکتے ہیں؛ حج کی روایت بھی تو ہے نا! طواف نہیں حج کی بات ہوئی ہے؛ حج اور عمرے کی بات آئی ہے، حج کی روایت ایک ہے، عمرے کی روایت دوسری ہے، روزے کی بات آئی ہے کہ کسی پر فرض روزہ باقی ہے تو روزہ بھی رکھا جا سکتا ہے، نذر روزہ ہے نذر روزہ کسی نے نہیں رکھا اس پر منّت مانی اُس کے جو وارث ہیں وہ رکھ سکتے ہیں۔ جس کی دلیل ہے میں یہ کہہ رہا ہوں، جس کی دلیل نہیں ہے وہ آپ نہیں کر سکتے۔

8-"السبب الثامن" (آٹھواں سبب گناہوں کا کفارہ) "أهوال يوم القيامة وشدائده"۔

اچھا قبر کی بات گزری قبر میں جو سوال منکر، نکیر کا ہوتا ہے وہ بھی کفارہ ہوتا ہے یاد رکھیں: قبر کے اندر صرف ایک بات ہوئی ہے کیونکہ قبر میں ایک سے زیادہ چیزیں ہیں: (۱) منکر، نکیر کا سوال جو ہے۔ (۲) یا پھر اس کو عذاب جو قبر میں ہوتا ہے۔ (۳) قبر میں جو تنگی ہوتی ہے۔ الغرض؛ جو بھی تکلیف میت کو پہنچتی ہے قبر کے اندر وہ سارے کفارات ہیں مختلف کفارات ہیں۔

آٹھواں سبب:"أهوال يوم القيامة وشدائده": قیامت کے دن کی ہولناکیاں جو ہیں میدان محشر ہیں۔

سورج ایک میل کے فاصلے پر ہو گا، اپنے پسینے میں ڈوبنا، اور پھر یہ جو ہولناکیاں ہوں گی کہ میدان محشر میں مختلف لوگوں کا مختلف طریقے سے اُن کا حشر ہو گا (جو بھی تکلیفیں ہیں)، صرف نظارے دیکھنا ہی یہ تکلیف جو ہوتی ہے یہ بھی گناہوں کا کفارہ ہے جو نظارے انسان دیکھتا ہے۔ میں بات مومن کی کر رہا ہوں موحد کی کر رہا ہوں میں کافر کی بات نہیں کر رہا، کافر کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔ بات مومن کی ہو رہی ہے میں بار بار یہ کہہ رہا ہوں سوال بھی یہ ہے "کفارات الذنوب" کہ کس کے لیے کفارات الذنوب ہیں؟ مومنوں کے لیے ہیں۔ سارے دلائل موجود ہیں میں مختصراً کہہ رہا ہوں، شیخ صاحب نے یہاں پر بیان نہیں کیا آگے بیان کریں گے، اور عموم تو آگیا ہے حدیث میں کہ جو ھَم، یا حزن، یا غم جو ملتے ہیں انسان کو وہ اس کے لیے کفارہ ہے، قیامت کی سختیاں ہولناکیاں جو بھی ہیں سارے کفارات ہیں۔

جو بھی تکلیف آپ دیکھتے ہیں یا سنتے ہیں، یا محسوس کرتے ہیں یہ سب کفارات ہیں۔

ابھی بھی اتنے بد بخت انسان ہیں کہ تب بھی اُن کے گناہ معاف نہیں ہوئے دیکھیں آپ! کہاں پہنچے ہیں ہم؟ آٹھ اسباب گزر چکے ہیں ابھی بھی اُس کے گناہ باقی ہیں! نعوذ بالله من الخذلان۔

9-"السبب التاسع": نواں سبب پُل صراط والقنطرۃ؛ پُل صراط اور اور الگ سے ہولناکی ہے الگ سے تکلیف دہ معاملہ ہے۔

سوال: پُل صراط کا اصل نام کیا ہے؟

جواب: "الصراط" پُل کا نہیں ہے۔

اور امام صاحب نے یہاں پر بیان نہیں کیا مگر حدیث بیان کر دی ہے: "ما ثبت في الصحيحين" (صحیح بخاری، مسلم میں) "أَنَّ الْمُؤمِنِينَ إذا عَبَروا الصِّراطِ وُقِفوا على قَنطَرةٍ بينَ الجَنَّةِ والنَّارِ، فيُقتَصُّ لبعضِهِمْ من بعضٍ، فإِذَا هُذِّبُوا وَنُقُّوا أُذِنَ لَهُمْ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ"۔

صحیح بخاری کی روایت میں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب مومن پُل صراط پار کر لیں گے (تو ہم نویں کی بات کر رہے ہیں دسواں بھی اس میں آیا گیا ہے کہ پُل صراط ایک ہے اور قنطرۃ دوسرا ہے، دو پُل ہیں، ایک تو پُل صراط ہے جو وہ پار کر لیتا ہے) آگے جنت ہے اُس سے پہلے چھوٹا سا ایک اور پُل ہے ایک آخری آزمائش، جنت میں جو بھی داخل ہو گا دل اس کا پاک ہو گا۔

اب مومن جنت میں جا رہے ہیں دنیا میں جھگڑا تھا اُن کا کسی معاملے میں کہ کسی نے کسی کو مارا ہے، کسی نے ظلم کیا ہے، اب دونوں کے گناہ جھڑ چکے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ پاک ہو چکے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے اُن کو، اب آگے جنت ہے آپس

میں جو رنج ہے باقی ہے مومنوں کا، تو پُل صراط پار کرنے کے بعد چھوٹا سا قنطرۃ (قنطرۃ چھوٹے پُل کو کہتے ہیں؛ صراط بڑے پُل کو کہتے ہیں قنطرۃ چھوٹے پُل کو کہتے ہیں) ''القنطرۃ'' آخر میں قنطرۃ ہے۔

پھر قصاص ہوگا کہ جس نے جس کو مارا ہے وہاں پر جس نے مارنا ہے مارلے جس نے حق لینا ہے، اس جگہ پر جنت میں داخل نہیں ہوگا وہ جب تک کہ یہاں پر اب معاملے آپس میں طے نہیں ہوں گے؛ معاف کریں ایک دوسرے کو، اپنا حق لینا ہے کچھ بھی کرنا ہے۔

یہاں پر حقوق العباد کی بات آئی ہے یہ بھی ایک کفارہ ہے آخر میں کہ بھئی کوئی کسی کو معاف کردے ٹھیک ہے، بھئی اتنا میں خود بچ گیا ہوں، اتنے عذاب سے ہولناکیوں سے بچ گیا ہوں میں نے بھائی کو معاف کر دیا ہے، لیکن جنت میں دل میں کبھی رنج ہوگا ہی نہیں یہ قاعدہ یاد رکھ لیں، جو بھی جنت میں داخل ہوتا ہے اس کا دل پاک ہوتا ہے صاف ہوتا ہے ذرّہ برابر میل باقی نہیں ہوتا، نہ بغض، نہ نفرت کچھ بھی نہیں ہوتا۔

تو کہاں سے پاکیزگی ہوگی بھئی؟ ایک اور چیز باقی ہے کہ جب تک مومن مومن سے راضی نہیں ہوتا یہ دونوں مومن جنت میں جا نہیں سکتے (سبحان اللہ)۔

10-''السبب العاشر: شفاعة الشافعين'' (شفاعت کرنے والوں کی شفاعت)۔

اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑے شفیع ہوں گے ہمارا ایمان ہے، اور شفاعت بھی مومنوں کی کریں گے، موحدین کی یعنی شفاعت کریں گے؛ اور اس کے تو کافی دلائل ہیں صحیح بخاری، مسلم میں اور قرآن مجید کی آیات میں شفاعت الکبریٰ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک نہیں آٹھ قسم کی شفاعتیں ہیں: شفاعت الکبریٰ ہے حساب شروع ہونے کے لیے، پھر جنت میں داخل ہونے کی شفاعت ہے، ابو طالب کے لیے خاص شفاعت ہے، پھر وہ جو جہنم میں داخل ہو رہے تھے جہنم میں داخل نہ ہوں، ایک شفاعت ہے جن کے گناہ ثواب برابر ہوئے وہ جنت میں داخل ہو جائیں، جو جنت میں داخل ہوئے اُن کے درجے بلند ہوں؛ یہ ساری کی ساری شفاعات جو ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ جو عام شفاعات ہیں کہ جہنم سے کسی کو نکال دیا جائے یہ شفاعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ اور بھی کریں گے۔

11-آخر میں؛ اب ایسا بد بخت انسان ہے اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے، ایسا بد بخت انسان ہے کہ یہ دَس چیزیں اُس کے کام نہیں آئیں، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا گیا اُن کی شفاعت سے بھی محروم! دوسرے مومنوں کی شفاعت سے بھی محروم! اپنے پیاروں کی شفاعت سے بھی محروم!

گیارہویں چیز آخر میں: ''عفو أرحم الراحمين'' یا ''الرحمة أرحم الراحمين'': اللہ تعالیٰ کی رحمت۔

''السبب الحاد يعشر: عفو أرحم الراحمين'' (أرحم الراحمین کی معافی اور رحمت) ''من غير شفاعة'' (بغیر شفاعت کے) ''كما قال تعالى''؛ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سورۃ النساء 48 اور 116 دونوں میں آیات میں آیا ہے: ﴿وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (اللہ تعالیٰ شرک کبھی معاف نہیں کرتا شرک کے علاوہ اللہ تعالیٰ چاہے کوئی گناہ بھی معاف کر سکتا ہے)۔

تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہ ساری کی ساری باتیں مشرکین، کفار کے لیے نہیں ہیں کس کے لیے ہیں؟ مومنین، متبع سنت، اُن لوگوں کے لیے جو کبیرہ گناہ کے مرتکب تھے۔

گیارہ ہو گئے پورے ترتیب ذرا دیکھ لیں پہلے:

چار، تین، چار، گیارہ ہیں نا؟ اب کبھی بھولیں گے نہیں ابھی فنگر ٹپس (Fingertips) پر آپ کو یاد کروا دیتا ہوں میں: چار، تین چار خاکہ بنائیں ذہن میں: پہلے چار دنیا میں، پھر تین قبر میں، آخری چار آخرت میں۔

پہلے چار دنیا میں کون سے چار ہیں؟ (۱) توبہ ہے۔ (۲) استغفار ہے۔ (۳) حسنات ہیں۔ (۴) "کفارات" دنیا کی مصیبتیں ہیں۔

قبر میں تین ہیں: (۱) عذاب قبر ہے۔ (۲) دعا۔ (۳) اور میت کو جو ثواب ہوتا ہے جو بھیجا جاتا ہے۔

سات ہو گئے، باقی چار آخرت میں: (۱) ''أهوال يوم القيامة''۔ (۲) الصراط۔ (۳) الشفاعة۔ (۴) پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت۔

گیارہ پوری ہوئیں یاد ہو گئیں کہ نہیں؟ سب یاد ہو گئیں؟ چار، تین، چار کا قاعدہ یاد رکھیں ان شاء اللہ بھولیں گے نہیں آپ۔

امام صاحب آخر میں بڑی پیاری بات فرماتے ہیں اسی پر درس ختم کرتا ہوں میں، فرماتے ہیں: تو اللہ تعالیٰ جس کی مغفرت کرنا نہیں چاہے گا آپ تصور کریں کہ اس کا جُرم کتنا بڑا ہو گا! (دیکھیں أرحم الراحمین کی رحمت سے محروم ہے ذرا اُس کا جُرم تو دیکھیں کہ کتنا بڑا جُرم ہے اس کا!) تو لازمی ہے ایسے شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہے کہ اُس کو سزا ضرور ملے جیسے کہ سونے کو صاف کیا جاتا ہے جو اُس کے اندر میل ہوتی ہے جب تک کہ اسے صاف نہ کیا جائے یا لوہے کو جب تک صاف نہ کیا جائے، اُس میں سے جو خرابی ہے وہ نکال نہ لی جائے تاکہ اس کا جو طِیب ایمان ہے اس کی خبث معصیت سے الگ ہو جائے۔

کتنی پیاری بات ہے؟!

ایک طِیب ایمان ہے اور پھر خبث معصیت ہے: طیب اور خبث دونوں جڑے ہوئے ہیں ایک شخص کے اندر اُس کی خباثت اتنی زیادہ ہے کہ اُس کا ایمان دبا ہوا ہے اور اتنی زیادہ ہے کہ اللہ کی رحمت سے بھی وہ محروم ہے اب حل کیا ہے اُس کا ہمیشہ جہنم میں

رہے گا؟ نہیں۔ تو پھر کیا ہو گا؟ سزا ملے گی اُسے۔ سزا کیا ملے گی جہنم میں ؟اُس کے گناہ جھڑتے رہیں گے اور اُس کی خباثت ختم ہوتی رہے گی، ہوتے ہوتے ہوتے ہوتے آخر میں طِیب الایمان بچے گا تاکہ وہ پاک اور صاف ہو جائے۔

امام صاحب فرماتے ہیں: "فلا يبقي في النار من في قلبه أدني أدني أدني مثقال ذرة من إيمان" (جہنم میں ہر گز نہ رہے گا جس کے دل میں اَدنیٰ سے اَدنیٰ سے ذرّے برابر ایمان باقی ہے (ایمان ہے ذرّے کے اَدنیٰ سے اَدنیٰ سے اَدنیٰ درجے کا ایمان باقی ہے ایسا شخص کبھی بھی جہنم میں ہمیشہ نہیں رہے گا)) "بل من قال لا إله إلا الله" (جس نے لاالہ الااللہ کہہ دیا (یعنی یقین کے ساتھ عمل کے ساتھ))۔

لیکن گناہ اتنے زیادہ وہ کر چکا ہے (سود خور ہے یا حرام خور ہے، یا زناکار ہے، یا بدکار ہے، قاتل ہے) جو کچھ اس نے کیا ہے توحید پر قائم ہے لیکن ہے بہت بڑا گناہگار انسان! اتنے گناہ وہ کر چکا ہے کہ یہ ساری جو دَس دیواریں ہیں یہ سارے پار کر گیا ہے آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھی محروم ہو گیا ہے، ایسا انسان ہے تو اب وقت آیا ہے کہ اُس کی پاکیزگی ہو۔

تو امام صاحب فرماتے ہیں: جب معاملہ ایسا ہے تو پھر قطعی طور پر کسی شخص متعین کے لیے مسلمان کے لیے موحد کے لیے جنت کی گواہی دینا ہر گز درست نہیں ہے (تو گواہی دے سکتے ہیں جنت کی کسی کی جب ایسے معاملات ہیں ہے تو امتی وہ؟! موحد ہے کلمہ پڑھا ہے اُس نے امتی ہے کہ نہیں؟!، تو فرماتے ہیں یہی وجہ ہے کہ قطعی طور پر کسی متعین شخص کے لیے ہم نہیں گواہی دیتے جنت کی) اِلَّا یہ کہ جس کی گواہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہو لیکن محسنین کے لیے ہم امید رکھتے ہیں، اور جو مُسیء ہیں اُن کے لیے ڈرتے ہیں (یا مومنین کے لیے امید بھی رکھتے ہیں اور ہم ڈرتے بھی ہیں)۔ واللہ اُعلم۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

سوال: سوال یہ ہے کہ جس طرح سے ہم کسی مومن کے لیے جزم کے طور پر گواہی نہیں دے سکتے کہ وہ جنتی ہے بلکہ امید کر سکتے ہیں اور جس کے بارے میں اللہ نے کہا ہے قرآن میں یا صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ وہ جنتی ہیں اُن کے بارے میں ہم بھی گواہی دے سکتے ہیں تو کیا کفار کے بارے میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ جہنمی ہیں؟

جواب: جی بالکل! عمومی طور پر سارے کافر جہنمی ہیں، فلاں کافر "بعینہ" نہیں کہہ سکتے ہم کہ جہنمی ہے۔ کوئی گارنٹی ہے؟ مرنے سے پہلے کلمہ پڑھ لیا اُس نے ہمیں کیا پتہ لیکن احکام کفار کے ہیں اُس کے؛ یعنی نہ اُس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، نہ اُس کو کفن دفن دیا جائے گا۔ ہے وہ کافر لیکن کیا جہنم میں ہے کہ نہیں؟ اللہ اُعلم۔

سوال: کافر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی کہلائیں گے؟

جواب: نہیں کہلائیں گے کافر امتی۔

سوال: سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی قوم میں جو اُن کی قوم میں جو تھے ان کو امتی کہا گیا ہے نا؟

جواب: کیسے امتی کہا گیا؟ یاد رکھیں امتی کے لفظ میں امتیں دو قسم کی ہیں "أمة الدعوة والإجابة"۔

"أمة الدعوة" وہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جب بعثت ہوئی تو جتنے بھی لوگ موجود تھے جہاں تک یہ دعوت پہنچی ہے وہ امتی بن گیا ہے لیکن اُمۃ الدعوۃ ہے۔

"أمة الإجابة" وہ ہیں جنھوں نے کلمہ پڑھا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کو قبول فرمایا ہے، جس نے قبول کیا دعوت کو وہ اُمۃ الاجابۃ میں سے ہے اور یہی امت ہے حقیقتاً؛ جو اُمۃ الدعوۃ والے ہیں وہ امتی نہیں ہیں وہ صرف نام کے امتی ہیں کہ ان تک دعوت پہنچی ہے۔

بات سمجھ آئی کہ نہیں؟

اب جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں امتی امتی کیا مراد ہے اِس سے؟ وہ جو مومن ہیں مسلمان ہیں جنھوں نے کلمہ پڑھا ہے، اُن میں یہود ونصاریٰ شامل نہیں ہیں۔

سوال: جو بہتّر فرقے ہیں؟

جواب: بہتّر فرقے تو امتی ہیں سارے۔

سوال: آپ نے ایک مرتبہ اُس میں حوالہ دیا عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا کہ انہوں نے کہا کہ یہ بھی جو ہیں امت میں شامل ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی؟

جواب: یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ امتی ہیں نا؛ بھئی تہتّر فرقے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی (میری امت) یہ کون سے ہیں؟ مسلمان ہیں سارے کلمہ پڑھنے والے، ایک جنت میں جائے گا باقی بہتّر جہنم میں جائیں گے۔ کون ہیں عرض کی صحابہ کرام نے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں"۔

ایک گروہ تو جنت میں جائے گا باقی سارے بہتّر جہنم میں جائیں گے تو اس میں یہود ونصاریٰ شامل ہیں؟ یہود ونصاریٰ بہتّر میں شامل ہیں؟ نہیں۔ کیوں؟ کیونکہ امتی نہیں ہیں۔ ثبوت کیا ہے؟ اسی حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "یہودیوں کے اکہتّر فرقے بنے، نصاریٰ کے بہتّر فرقے بنے، میری امت کے تہتّر فرقے بنیں گے"؛ تو یہود ونصاریٰ پہلے ذکر ہو

چکا ہے نا؟! اب تہتّر فرقے صرف کلمہ پڑھنے والے مسلمانوں کے فرقے ہیں، تو جو اُمۃ الدعوۃ ہے وہ ان میں شامل ہی نہیں ہے، اس سے مراد اُمۃ الاجابۃ ہے۔

بعض لوگ اسی حدیث کو جیسے وہ بھائی کہہ رہے ہیں مخالفین نہیں مانتے کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔

تو ہم یہ کہتے ہیں: کہ اُمۃ الاجابۃ سے اُمۃ الدعوۃ مراد نہیں ہے کیونکہ اسی حدیث میں "یہودیوں کے اکہتّر بنے، نصاریٰ کے بہتّر بنے "وہ تو اسی حدیث کا حصہ ہے نا؟! "تو میری امت کے تہتّر فرقے بنیں گے ": یعنی یہودیوں کے الگ سے اکہتّر، نصاریٰ کے الگ سے بہتّر اور مسلمانوں کے الگ سے تہتّر۔

سوال: آخر میں آپ نے جو اس میں پڑھا تھا اس کے ساتھ "أدني أدني أدني" کی بات دہرائی تھی تو جو ضدی ہیں (کافر کی بات نہیں کر رہا میں) یعنی شرک کی کوئی بھی صورت ہو اُن کے پاس، ایمان کا ایک اُدنی درجہ تو اُن کے ہاں موجود ہے؟

جواب: نہیں ہے، سوال ہی نہیں پیدا ہوتا! جہاں پر شرک ہے وہاں پر ایمان ہی نہیں ہے۔

سوال: شرک صغیرہ بھی تو ہوتا ہے نا؟

جواب: نہیں، شرک کی بات صغیرہ کی نہیں ہو رہی شرک جب مطلقاً کہا ہے تو شرک اکبر ہی ہوتا ہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ﴾ (النساء:48) بات ختم ہو گئی ہے! شرک اکبر کے ساتھ کوئی ایمان باقی نہیں رہتا ذرّہ برابر بھی ایمان مٹ جاتا ہے اسی آیت کریمہ میں دلیل ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾: مغفرت ہو گی شرک کے علاوہ گناہوں کی۔

﴿لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾ (اگر تو شرک کرے (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو تیرے عمل سارے اکارت ہو جائیں) (الزمر:65)۔ تو ایمان کا ذرّہ کہاں گیا؟!

سوال: لیکن آج جو مسلمان اتنے فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اس میں ٹھیک ہے کچھ ایسے ہیں جو باتوں میں شرک کر رہے ہیں جیسے قبروں میں جانا اور یہ جو ہے، لیکن اُن کے تھوڑے سے اختلافات ہیں آپس میں کچھ شرعی ہیں کچھ فقہ کے حساب سے ہیں لیکن ہر کوئی شرک میں مبتلا نہیں ہے؟

جواب: تو بہتّر فرقے سارے مشرک تھوڑی ہیں!

سوال: آپ نے کہا نا کہ ایک کے علاوہ سارے جہنم میں جا رہے ہیں؟

جواب: میں نے نہیں کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

سوال: ایک جو صحیح ہے وہ تو واللہ اَعلم۔

جواب: واللہ اَعلم کیا؟! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں واللہ اَعلم کیسے ہو گیا؟!

سوال: ہمیں نہیں پتہ کون ہیں اُس میں؟!

جواب: بتایا تو ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نا: "عَلَى مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي" (جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں) ایک روایت میں، دوسری روایت میں "الْجَمَاعَةُ" (جماعت)۔

کون سے ہیں وہ لوگ "جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں"؟ اگر آپ صحابہ کرام کے راستے کو اختیار کر چکے ہیں تو ہم اللہ تعالیٰ سے امید کرتے ہیں کہ آپ اُن میں سے ہوں لیکن اگر آپ ظاہراً صحابہ کرام کے راستے کو چھوڑ چکے ہیں تو ہم کیسے امید کریں کہ آپ اُن میں سے ہیں؟! پھر اِس ایک فرقے میں سے ہیں یا بہتّر فرقوں میں سے ہیں؟ جہنم میں جائیں گے بہتّر فرقے ایک جائے گا جنت میں، یہ پیشن گوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی اپنی زندگی میں۔ اب جو بہتّر جہنم میں جا رہے ہیں وہ کیا تورات اور انجیل پڑھ کر جا رہے ہیں یا قرآن اور حدیث پڑھ کر جا رہے ہیں؟! جب امتی کہا ہے تو قرآن اور حدیث پڑھ کر جا رہے ہیں نا؟ اچھا جو فرقہ جنت میں جا رہا ہے وہ قرآن اور حدیث پڑھ کر جا رہا ہے کہ نہیں؟ تو قرآن اور حدیث پڑھ کر بہتّر جہنم میں جا رہے ہیں اور ایک جنت میں جا رہا ہے تو حد فاصل کیا ہے؟ اصل معیار کیا ہے نجات کا اور ترازو کیا ہے جانتے ہیں؟ "عَلَى مَا أَنَا عَلَيْهِ" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "جس پر میں"؛ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس چیز پر تھے؟ وحی پر تھے، قرآن اور صحیح حدیث پر تھے۔

"وَأَصْحَابِي" کی قید کیوں لگائی؟ یہی بنیادی امتیازی فرق ہے کہ قرآن اور حدیث کو جس نے سمجھا ہے صحابہ کرام کی سمجھ کے مطابق وہ تو جنت میں ہے کامیاب ہوا، اور جس نے سمجھا ہے اپنی خواہشات کے مطابق یا اپنے اماموں کے قول کے مطابق اپنی ہوا نفس کی پیروی کرتے ہوئے صحابہ کرام کی سمجھ سے مخالف کوئی اور سمجھ ہو (کوئی بھی سمجھ ہو، خواب ہو، کشف ہو، وجد ہو، ذوق ہو، عقل ہو) یا کسی امام کی تقلید ہو، اگر یہ راستہ اختیار کیا ہے تو صحابہ کرام کا راستہ تو نہیں ہے نا تو پھر یہ جہنم میں ہے۔

آج کتنے فرقے ایسے ہیں جو صحابہ کرام کے راستے سے ٹوٹے ہوئے ہیں الگ ہیں، مثال کے طور پر: ابھی ہم ربیع الاوّل میں ہیں جشن میلاد النبی ہے صحابہ نے منایا؟ نہیں۔ اچھا جو منا رہے ہیں وہ بہتّر فرقوں میں ہیں کہ نہیں ہیں؟ وہ بالکل ہیں اُن میں۔ یہی تو بات ہے!

سوال: لیکن ہر کوئی تو نہیں مناراہاناوہ؟

جواب: جو نہیں منارہے تو پھر دیکھیں نادوسرے اعمال میں بھی وہ بھی صحابہ کرام کے راستے پر چل رہے ہیں؟ انہوں نے قرآن اور حدیث کو سمجھا ہے جیسے صحابہ نے سمجھا ہے؟

یہ ترازو ہمارے پاس ہے؛ جتنے بھی آپ فرقے مجھے بتائیں گے یا کسی شخص کا نام لے کر بتائیں گے میری یہی گزارش ہوگی کہ کیا یہ شخص یا یہ گروہ جو ہے یہ صحابہ کرام کی سمجھ کے مطابق قرآن اور حدیث کو سمجھ رہا ہے کہ نہیں؟ اگر صحابہ کرام کی سمجھ کے مطابق سمجھتا ہے تو ہمارا جھگڑا ہی ختم ہے!

یہی تو وحدت امت کا ایک ذریعہ ہے کہ ہم صحابہ کرام کے راستے کو اپنائیں سبیل المؤمنین کے راستے کو اپنائیں، صرف صراط مستقیم نہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾(الفاتحہ:6) بھی فرمایا ہے۔

کیوں ﴿أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾؟ کون ہیں ﴿أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾؟ جن پر اللہ تعالیٰ نے خاص نعمتیں نازل فرمائی ہیں۔ کون ہیں؟ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین (یہ سورۃ المائدۃ کی آیت میں آیا ہے)۔

کون ہیں یہ؟ انبیاء تو انبیاء معروف ہیں صدیقین شہداء اور صالحین کون ہیں؟ اگر صحابہ کرام نہیں ہیں سر فہرست تو پھر کون ہیں؟! تو ہمیں یہی حکم دیا گیا ہے کہ ان کی پیروی کرو، کئی آیات ہیں کئی احادیث ہیں؛ تو جو پیروی نہیں کر رہا ہے ابھی حدیث سامنے آتی ہے، اب میں صحابہ کرام کی بات کر رہا ہوں چھوڑیں متفق علیہ حدیث آتی ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے امام کا قول نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ نہیں کہتے؟!

جب امام کے قول کو حدیث سے آگے لوگ کر دیتے ہیں تو صحابہ کرام کی فہم، سمجھ کہاں ہے؟!

سوال: لیکن چار اماموں کا جو کانسپٹ (Concept) ہے؟

جواب: پانچواں کیوں نہیں؟ چھٹا کیوں نہیں؟ میں عرض کرتا ہوں آپ نے چار کہا ہے کوئی آیت آپ کو آتی ہے حدیث آتی ہے؟! نہ کوئی آیت ہے نہ کوئی حدیث ہے، امام بہت زیادہ ہیں اُن میں سے مشہور چار ہیں اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ چار کو شہرت دے دے دس کو شہرت دے دے، مشہور چار ہوئے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان چاروں کے علاوہ کوئی امام نہیں ہے!

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (امام شافعی امام مالک کے بھی شاگرد ہیں اور امام لیث بن سعد کے بھی شاگرد ہیں دونوں محدث ہیں، لیث بن سعد مصر کے امام معروف ہیں، امام مالک مدینہ کے امام معروف ہیں): میں نے علم حاصل کیا امام مالک سے بھی اور اور امام لیث بن سعد سے بھی؛ اور فرماتے ہیں کہ امام لیث بن سعد کا علم امام مالک سے زیادہ تھا۔

جانتے ہیں کبھی نام سنا ہے لیث بن سعد کا؟ نہیں سنا! امام شافعی گواہی دیتے ہیں کہ لیث بن سعد کا علم امام مالک کے علم سے زیادہ تھا (مضبوط بھی تھا زیادہ بھی تھا)؛ ایک شاگرد گواہی دیتا ہے امام شافعی جیسا معروف امام جو ان چاروں میں سے ایک ہے! تو مطلب صرف چار امام ہیں تو پانچواں بھی آگیا ایک خود گواہی دے رہا ہے۔

امام اوزاعی، امام سفیان الثوری، کئی امام ہیں "حمادین، سفیانین"؛ ابن سیرین امام ہیں، سعید بن مسیب سیدنا ابو ہریرۃ کے داماد ہیں۔ پتہ ہے کہ سعید بن مسیب جو ہیں سیدنا ابو ہریرۃ کے داماد ہیں؟ یعنی سیدنا ابو ہریرۃ بھی ان کے استاد ہیں اور اُن کی بیوی بھی ان کی اپنی استاد ہے؛ وہ جو حدیث سیدنا ابو ہریرۃ سے لیتے تھے شادی ہوئی صبح جا رہے تھے تو بیوی نے کہا کہاں جا رہے ہو؟ کہتے ہیں کہ میں حدیث پڑھنے جا رہا ہوں سیدنا ابو ہریرۃ سے۔ کہتی ہیں کہ آپ اُدھر آجائیں میں آپ کو سمجھا دیتی ہوں، اِدھر بیٹھو میں سنا دیتی ہوں تمہیں۔ تو یہ سارے کے سارے امام ہیں، شہرت اللہ کی مرضی ہے بھئی!

آج امت میں کتنے علماء ہیں؟ بہت ہیں۔ مشہور کتنے ہیں سارے مشہور ہیں؟! میں دنیا کی بات کر رہا ہوں یہ چار اپنے علاقوں میں مشہور نہیں تھے یہ چار پوری دنیا میں مشہور ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ آج دنیا میں کتنے مشہور ہیں؟

تو یہ شہرت کو نہ دیکھیں، آپ یہ دیکھیں کہ امام صرف چار نہیں ہیں، جس نے کہا صرف چار ہیں ہم کہتے ہیں: ﴿قُلۡ هَاتُوا۟ بُرۡهَـٰنَكُمۡ إِن كُنتُمۡ صَـٰدِقِینَ﴾(البقرۃ:111)، ثبوت کیا ہے پھر؟! قرآن یا حدیث ہے تو ہمارے سامنے رکھیں ہم ماننے کے لیے تیار ہیں کوئی ہے دلیل؟!

سائل: ایک ہی دلیل ہے ان کے پاس کہ علماء نے کہا ہے۔

جواب: علماء نے کہا ہے تو پھر ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (العقیدۃ الطحاویۃ:57) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio